مواعظِ اختر نمبر ۵۳

قلب کیسے روشن ہوگا؟



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



قلب کیسے روشن ہوگا؟

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: قلب کیسے روشن ہوگا؟

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعہ

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: دل کی دنیا اہل اللہ کی صحبت سے بدلتی ہے، خالی عبادت سے نہیں اور متفرق ملفوظات متعلق معاملات وغیرہ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

وِلایت کے دو اجزاء.. ۷
قلب کیسے روشن ہوگا؟.. ۸
نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا انعام.. ۹
بُرے کاموں سے منع کرنا عین رحمت ہے.. ۱۰
گناہ ہمت کرنے سے چھوٹتے ہیں.. ۱۱
کامیابی کس کو ملتی ہے؟.. ۱۲
اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نفس نہیں مٹتا.. ۱۳
اولاد کا اکرام اور حسنِ ادب کی تعلیم.. ۱۵
ایک منطقی کا دلچسپ واقعہ.. ۱۶
محض عبادت سے نفس نہیں مٹتا.. ۱۸
حسن کا جغرافیہ ایک دن بدل جائے گا.. ۱۸
غروبِ آفتابِ حسنِ فانی.. ۱۹
اصلاحِ نفس کی اہمیت.. ۲۰
ہر شیخِ وقت کے لئے حضرت والا کی اہم نصیحت.. ۲۱
سختیاں شیخ کی ہیں فنا کے لیے.. ۲۲
حقیقی اصلاح.. ۲۴
اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کا کوئی کفو نہیں.. ۲۵

اکبر بادشاہ اور ایک دیہاتی کا واقعہ.......................................۲۵
گناہوں کا ملیریا.......................................۲۷
اللہ کا نام سکھانے میں تحفہ ونذرانہ لینا جائز نہیں.......................................۲۸
نفس کو مٹانے سے خدا ملتا ہے.......................................۲۹
سعید یعنی خوش نصیب کون ہے؟.......................................۳۰
کوئی شخص اپنا تزکیہ خود نہیں کرسکتا.......................................۳۱
شیخ کے دل میں تزکیہ کرانے والے کی عزت اور بڑھ جاتی ہے.......................................۳۱
تزکیہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے ہوتا ہے.......................................۳۳



قلب کیسے روشن ہوگا؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ○

(سورۃُ الشمس، آیت ۹۔۱۰)

انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ارادہ، ہمت اور بہت سی ایسی خوبیاں رکھی ہیں کہ اگر انسان اس کا استعمال کرلے تو یہی انسان اِس زمانہ میں بھی، اس وقت میں بھی، اس مہینہ میں بھی، اس دن میں بھی، ولایت کی جو آخری سرحد ہے جس کے بعد نبوت شروع ہوتی ہے اس سرحد تک یعنی اولیاءِ صدیقین کی منتہا تک پہنچ سکتا ہے، آج بھی ولایت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں ؎

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است

خم و خمخانہ بامہر و نشان است

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب کے مٹکے کے مٹکے تیار ہیں، بس پینے والے چاہئیں، اس زمانہ میں بھی کسی ولی کی کوئی کرسی خالی نہیں ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ اب کہاں ہیں، سب چلے گئے۔ ارے! اب بھی ہیں لیکن تمہارے پاس آنکھیں نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا:

﴿وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت ۱۱۹)

اللہ والوں کے پاس رہو، اہلِ یقین کے پاس رہو، اہلِ تقویٰ کے پاس رہو تا کہ تم بھی متقی ہو جاؤ۔ کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ آیت صرف چند صدیوں کے لئے تھی، اب اولیاء اللہ اٹھ گئے ہیں۔ اجمیر شریف میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، بغداد میں شاہ عبد القادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہم اللہ تعالیٰ، یہ سب حضرات چلے گئے تو کیا اب دنیا اولیاء اللہ سے خالی ہو گئی؟ نہیں ایسا ہر گز نہیں ہے! میری بات کی اگر کوئی اہمیت نہیں، میں اپنے بڑوں کی بات پیش کر رہا ہوں۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس دور میں بھی اللہ والوں کی سب کرسیاں بھری ہوئی ہیں، اگر کوئی کرسی خالی ہوتی ہے، کسی کو موت آتی ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی جگہ دوسرے آدمی کو پیدا کر دیتے ہیں، اولیاء اللہ کی کرسیاں خالی نہیں ہوتی ہیں، اس وقت حضرت نے یہ شعر پڑھا ؎

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است
خم و خمخانہ بامہر و نشان است

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بادل اب بھی برس رہے ہیں، نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے، ولایت کا دروازہ بند نہیں ہوا، اللہ کے ولی قیامت تک بنتے رہیں گے، جس کا جی چاہے اللہ کا ولی بن جائے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اختیار دے دیا ہے۔

وِلایت کے دو اجزاء

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ولی بننے کا اختیار بندہ کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ آپ کہیں گے کیسے؟ تو ولی اللہ بننے کے دو جز ہیں، ان دو جز سے انسان ولی اللہ بنتا ہے، ایمان اور تقویٰ۔ دلیل کیا ہے؟

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○﴾

(سورۃ یونس، آیت ۶۲۔۶۳)

خوب سن لو کہ اولیاء اللہ کو قیامت کے دن کوئی خوف نہیں ہوگا، وہ بے فکر ہوں گے، اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، ان کو کوئی غم نہیں ہوگا کیونکہ نعم البدل پا رہے ہیں، مگر وہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ جو مومن ہیں اور متقی ہیں۔ ایمان کی دولت تو الحمد للہ ہم سب کو حاصل ہے، بس تقویٰ حاصل کرلو تو ولی اللہ ہو جاؤ گے کیونکہ ولایت کے دو ہی جز ہیں ایمان اور تقویٰ اور تقویٰ کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اس کے اندر گناہ کا میلان ہی پیدا نہ ہو، اگر لوگ بغیر میلان کے متقی بن جائیں تو سب سے پہلے بجلی کے کھمبے ولی اللہ ہو جاتے کیونکہ ان کو کسی ٹیڈی کو دیکھ کر کوئی خیال نہیں آتا، جتنے درخت ہیں سب ولی اللہ ہو جاتے۔ کیوں بھئی! درختوں کو کوئی خیال آتا ہے؟ بندے کا یہی تو کمال ہے کہ دل میں خیال آئے، گناہ کا تقاضا پیدا ہو مگر اس پر عمل نہ ہو، یہ منفی عبادت ہے۔

قلب کیسے روشن ہوگا؟

گناہوں سے بچنا منفی عبادت ہے اور نماز روزہ کرنا مثبت عبادت ہے جیسے مثبت تار اور منفی تار دونوں تاروں سے بلب جلتا ہے، جو لوگ بجلی کا کام کرتے ہیں، وہ بتائیں کہ بلب جلانے کے لئے دو تاروں کی ضرورت ہوتی ہے یا نہیں؟ مائنس اور پلس، مثبت اور منفی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو منفی تار بھی دے دیئے، غصہ بھی آئے گا، شہوت بھی پیدا ہوگی، جھوٹ بولنے کو بھی جی چاہے گا، لڑائی کرنے کو بھی جی چاہے گا، بدتمیزی، گستاخی کو بھی جی چاہے گا، سستی بھی گھیر لے گی، جی چاہے گا کہ چلو سوتے رہو، نماز ہی نہ پڑھو، اماں ابا سے لڑنے کو بھی جی چاہے گا،

بیوی کوشوہر سے بدتمیزی کرنے کو جی چاہے گا اور شوہر کا جی چاہے گا کہ بیوی کی خوب پٹائی کروں، یہ سب منفی تار ہیں، ان تقاضوں پر عمل نہ کرنا منفی عبادت ہے، آپ چاہتے ہیں کہ مثبت تار ہو یعنی نماز، روزہ، ذکر و تلاوت وغیرہ ہو مگر گناہوں کے تقاضے نہ ہوں بس ہم مفت میں ولی اللہ بن جائیں۔ لٰہذا یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اس وقت ہم سے کیا چاہتے ہیں، اگر آپ کے ضمیر، آپ کے قلب سے یہ آواز آجائے کہ اس عورت کو دیکھنے سے میرا اللہ ناراض ہوجائے گا، تو اب آپ اپنے اس مثبت تار یعنی نماز روزہ اور ذکر وغیرہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کا منفی تار بھی لگا دیں یعنی گناہ کے اس تقاضے پر عمل نہ کریں، بس دل کا بلب روشن ہوجائے گا۔

نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا انعام

کنز العمال کی حدیثِ قدسی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ))

(کنز العمال، ج:۵، ص:۱۳۰، دار الکتب العلمیة)

جس نے میرے خوف سے نظر کو بچایا میں اس کو ایسا ایمان دوں گا کہ وہ اپنے دل میں ایمان کی مٹھاس محسوس کرلے گا، سبحان اللہ! جس حلاوت کو ساری دنیا کے شکر کا خالق جو گنّوں میں رس پیدا کرنے والا ہے، ساری دنیا کی شکر کا پیدا کرنے والا ہے، وہ جو مٹھاس اپنے دستِ پاک سے دے گا اس کو سوچ لو۔ ساری دنیا کی مٹھائی والے اپنی دکانوں سے آپ کو رس ملائی اور رس گلے دے دیں اور ایک مٹھائی اللہ تعالیٰ اپنے دستِ کرم سے عطا کرے تو بتاؤ اس مٹھاس کا کیا عالم ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ تم کوکسی دکان پر جانا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مٹھاس ہم خود دیں گے اَبْدَلْتُهٗ اِیْمَانًا ہم ان کوایسا یقین اوراپنی محبت کی ایسی مٹھاس دیتے ہیں کہ ان کا دل ہی اس کو جانتا ہے، ان کا دل اس کو پالیتا ہے، یَجِدُ معنی پالیتا ہے، اور وَاجِدٌ پانے والا ہوتا ہے، تو اس کے دل میں وہ حلاوت موجود ہوتی ہے۔ اگر یہ تصورات کی، وہمیات کی دنیا ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس انداز سے نہ فرماتے کہ یَجِدُ وہ اپنے قلب میں پالیں گے، معلوم ہوا کہ یہ خالی وہمیات کی دنیا نہیں ہے۔ یہ شبنم چٹا کر تسلی دینا نہیں ہے، دریا پلا کر تسلی دی جارہی ہے، کہتے ہیں نا! کہ اوس چٹا دیا، نہیں اوس کو چھڑا کر دریا عطا کر دیا، مٹی کے گالوں سے، مٹی کے کھلونوں سے آپ کو بچالیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کا دریا عطا کر دیا۔

شاہوں کے سروں میں تاج گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہل صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

بادشاہ بھی دردِ سر میں مبتلا ہیں، آج ساری دنیا سینما اور وی سی آر میں مبتلا ہے، ایک نوجوان نے اسی ہفتہ مجھے بتایا کہ میں نمازی ہوں، سید ہوں، آلِ رسول ہوں، بیس سال کی عمر ہے، نہایت اعلیٰ درجہ میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوتا ہوں لیکن کچھ نالائق لڑکوں نے پٹی پڑھا کر وی سی آر پر گندی فلم دکھا دی، جس کے بعد سے ان کی نماز چھوٹ گئی، روزانہ غسل کی ضرورت پیش آنے لگی، گال پچک گئے، کن پٹی بیٹھ گئی، چکر آرہے ہیں، چہرہ پیلا پڑ گیا، تلاوت میں، ذِکر میں اس کا دل نہیں لگتا۔

بُرے کاموں سے منع کرنا عین رحمت ہے

دوستو! یہ بتاؤ کہ اماں، ابا کسی کام سے منع کر دیں تو اس میں ان کی دشمنی ہوگی یا مہربانی ہوگی؟ بولو بھئی! ابا اپنی اولاد کو دکھ دینا چاہتے ہیں یا سکھ میں

رکھنا چاہتے ہیں؟ تو ربّا نے نظر بچانے کا حکم نازل کر کے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

(سورۃ النور، آیت ۳۰)

ایمان والو! نظر کو نیچی کرو، ان حسینوں پر مت ڈالو۔ تو یہ نظر بچانے کا حکم عطا کر کے ربّا نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہے، ورنہ گال پچک جائیں گے جیسے چوسا ہوا آم ہوتا ہے۔ تو اس نوجوان نے کہا کہ میری صحت خراب ہوگئی، نماز بھی چھوٹ گئی، پڑھنے میں بھی دل نہیں لگ رہا، اتنا پریشان ہوں کہ راتوں کی نیند حرام ہے، آپ کچھ علاج بتائیں۔ میں نے علاج بتا دیا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اتنی دفعہ پڑھو اور اُن نالائق لڑکوں کی صورت بھی نہ دیکھو جو تمہیں گناہوں کا زہر کھلائیں اور روزانہ موت کا مراقبہ کرو، دوزخ کا مراقبہ کرو، سمجھ لو کہ میں مر گیا ہوں، قبر میں گل سڑ گیا ہوں، یہ آنکھیں جن سے وی سی آر دیکھتے تھے ان کو کیڑے لے کر قبر میں چکر لگا رہے ہیں اور جن کو فلم میں گندی حالت میں دیکھا ہے یہ سب قبروں میں بالکل سڑے، گلے، بدبودار حالت میں ہیں، جن شکلوں کو دیکھ کر ہم پاگل ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دور ہوئے ہیں، جب یہ قبروں میں جائیں گے اس وقت تم سے دیکھا نہیں جائے گا، اتنی سڑی ہوئی بدبو آئے گی کہ سونگھا نہیں جائے گا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جنہوں نے ہمیں اس مصیبت سے چھڑا دیا۔

گناہ ہمت کرنے سے چھوٹتے ہیں

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں ایسی ہمت اور ارادہ رکھا ہے، ایسی طاقت رکھی ہے کہ اگر کوئی انسان ٹھان لے کہ اب مجھے ہیروئن نہیں پینی، وی سی آر نہیں دیکھنا، ٹیڈیوں کو نہیں دیکھنا، غصہ نہیں کرنا، ماں باپ سے نہیں لڑنا چاہے کچھ بھی ہو جائے، گناہ کر کے اپنے اللہ کو ناراض نہیں کرنا تو وہ گناہوں کی پرانی سے پرانی عادت سے بھی جان چھڑا لے گا۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

جو جان لڑا لے گا وہ جان چھڑا لے گا۔ ہمت سے کام بنتا ہے، انسان جب ڈھیلا ہوتا ہے، سست ہوجاتا ہے تو دین میں بھی ڈھیلا بن جاتا ہے، تو جو ڈِھیلا ہوا مٹی کا ڈَھیلا ہوا وہ ہمت کر کے اپنے ڈھیلے پن کو دور کر کے اپنی مٹی میں اللہ کی محبت کی چاشنی لائے، اس مٹی میں اہل اللہ کی صحبت سے اور ذِکر اللہ کے اہتمام سے خدا کا نور لائے۔

کامیابی کس کو ملتی ہے؟

تو انسان ارادہ و ہمت کر کے اپنے نفس کو مٹا دے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں جہان میں وہ کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کی اصلاح کرلی، یعنی برائی چھوڑ دی قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا فلاح کے معنی شیخ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں لکھے ہیں کہ فلاح کے مقابلہ میں عربوں کے پاس کوئی لغت نہیں ہے، یہ ایسا جامع لفظ ہے کہ پوری لغتِ عرب میں اس جیسا جامع لفظ کوئی نہیں ہے، تَفُوۡزُوۡنَ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیوں کو یہ لفظ جامع ہے، تو تقویٰ کی برکت سے دنیا بھی چین سے گذرتی ہے اور آخرت کا تو کیا کہنا۔ اور جو گناہ کررہے ہیں ان کے سر پر قرآن رکھ کر پوچھو کہ ان کے دل کی تاریکی اور ان کی بھیانک تاریخ کیسی ہے؟ وہ خود نالاں ہیں، پریشان ہیں مگر گناہ نہیں چھوٹ رہے ہیں ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

گناہ گاروں کی دنیا تاریکی میں ہے، وحشت میں ہے، گھبراہٹ میں ہے،

بے چینی میں ہے، سر سے لے کر پیر تک ہر وقت غم و فکر میں ہے، خدا کے قہر و غضب کے لعنتی سائے میں ہے جہاں گردے بھی خراب ہو سکتے ہیں، کینسر بھی ہو سکتا ہے اور نہ جانے کیا کیا ہو سکتا ہے اور نیک بندوں کا عالم اللہ کے نور سے آباد ہے، ان کا دل ایسا آباد ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں کے ویران دل بھی ان کی برکت سے آباد ہو جاتے ہیں، جس کا دل خدا کے نور سے آباد ہو جائے وہ دل ایسا مبارک ہوتا ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والوں کے دل بھی آباد ہوتے ہیں۔

میرا بہت پرانا شعر ہے، ناظم آباد میں رمضان کے مہینہ میں ہوا تھا ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

کچھ دن اللہ والوں کے پاس، ان کے غلاموں کے پاس رہ کر تو دیکھو اگر اللہ والے آپ کو نہیں ملتے تو ان کے خادموں کے پاس رہ کر دیکھو، ان شاء اللہ دل کی دنیا بدلتی چلی جائے گی۔

اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نفس نہیں مٹتا

لوگ لاکھ رات بھر عبادت کریں مگر نفس نہیں مٹ سکتا جب تک اہل اللہ کی صحبت نہیں ہوگی، لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نے عبادت کر لی بس ہم بزرگ ہو گئے۔ سورۂ یٰسین پڑھنے میں مجال نہیں ہے کہ ناغہ ہو جائے اور سورۂ ملک بھی پڑھی جا رہی ہے، تلاوت بھی ہے، مناجاتِ مقبول بھی ہے، ضربیں بھی لگ رہی ہیں، ہر وقت تسبیح میں زبان بھی چل رہی ہے، مگر جب غصہ آیا تو یہ نہ سوچا کہ ان ماں باپ نے بچپن میں ہمیں پالا ہے۔ اللہ پاک تو فرماتے ہیں کہ اپنے کندھوں کو ماں باپ کے سامنے پست کرو، مگر ان کے کندھے اکڑے ہوئے ہیں، تنے ہوئے ہیں، ماں باپ سے لڑ رہے ہیں، یہ کیا بات ہے، معلوم ہوا

کہ نفس نہیں مٹا، اگر عبادت سے نفس مٹتا تو شیطان کا نفس بھی مٹ جاتا، اس نے بڑے سجدے کئے تھے، بولو بھئی! شیطان کی عبادت کم تھی؟ شیطان نے کتنی عبادت کی تھی، پوری روئے زمین پر کوئی جگہ خالی نہیں تھی جہاں اس ظالم نے سجدہ نہ کیا ہو۔ معلوم ہوا کہ عبادت سے نفس نہیں مٹتا، نفس کو اللہ والے مٹاتے ہیں، جب موقع آیا تب پتہ چلا کہ عبادت سے اس کا نفس کتنا مٹا تھا، ہزاروں سال عبادت کی تھی، آج تو ہماری آپ کی اتنی عمر بھی نہیں ہوتی۔ تو ایک شخص رات بھر تہجد پڑھتا ہے، دن بھر روزہ رکھتا ہے، ہر وقت تسبیح ہے، حج پر حج، عمرہ پر عمرہ مگر اس کا نفس نہیں مٹ سکتا جب تک کسی اللہ والے سے نفس نہ مٹائے۔ یہ دیکھو کہ اس کا تعلق اپنے ماں باپ سے کیسا ہے، اس کا تعلق استادوں سے کیسا ہے، اس کا تعلق اپنے بڑے بوڑھوں سے کیسا ہے، اس کا تعلق اپنے بیوی بچوں سے کیسا ہے، جب انسانیت کے تعلقات کے حقوق ادا کرنے کی توفیق ہونے لگے تب سمجھ لو کہ ہاں نفس مٹ رہا ہے اور یہ نفس مٹتا ہے اللہ والوں کی صحبت اور تربیت سے۔

اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں اپنی رحمت سے اور میرے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے آج ہی یہ بات ڈالی ہے کہ بعض لوگوں کی عبادت دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، رشک آتا ہے کہ یا اللہ! ان کے اس قدر زبردست وظیفے چل رہے ہیں، عبادت میں تو کوئی کمی نہیں مگر نفس کی فنائیت کا کیا عرض کروں کہ دل روتا ہے، جب غصہ آیا تو پھر جو کچھ بھی منہ سے نکل گیا کم ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ بچپن ہی سے بڑے ان کی تربیت کریں اور ان کو حسنِ اخلاق سکھائیں۔

اولاد کا اکرام اور حسنِ ادب کی تعلیم

حدیث میں آتا ہے کہ:

((اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَہُمْ))

(سنن ابن ماجة (قدیمی) ابواب الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات ص ۲۶۱)

اپنی اولاد کا اکرام کرو اور ان کو حسنِ ادب سکھاؤ یعنی کیسے کھائیں، کیسے پئیں، بڑوں کو کیسے سلام کریں، آج اولاد کے اکرام کا کیا حال ہے کہ جب غصہ آیا باپ فوراً الّو کا پٹھا کہہ دیتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بتاؤ کہ پھر آپ کیا ہوئے؟ اگر آپ کے بچے الّو کے پٹھے ہیں تو آپ جناب کا کیا مقام ثابت ہوا؟

مجھے ایک واقعہ یاد آیا ایمپریس مارکیٹ میں ایک شخص الّو بیچ رہا تھا اور الّو کا پٹھا یعنی چھوٹا الّو بھی بیچ رہا تھا تو الّو کی قیمت تو پانچ لگائی اور اس کے پٹھے کی یعنی بچہ کی قیمت دس روپے لگائی، خریدار نے کہا کہ بڑا الّو پانچ میں دے رہے ہو اور اس کا چھوٹا سا بچہ دس میں دے رہے ہو، تو اس نے کہا کہ جناب دیکھئے جب آپ کو غصہ آتا ہے تب اس پٹھے کی قیمت معلوم ہوتی ہے، اس وقت آپ کو خالی الّو کہنے سے تسلی نہیں ہوتی، جب تک آپ الّو کا پٹھا نہیں کہتے تب تک آپ کا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے الّو کے پٹھے کا دام زیادہ لگایا ہے۔ خیر یہ تو لطیفہ کی بات تھی۔

تو اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ دیکھو باپ اس طرح سے اپنے بچے کو پالے کہ اگر اس سے گلاس ٹوٹ گیا تو اسے سمجھادو کہ بیٹا! غلطی ہوگئی، لیکن ایسا نہیں کیا کرتے، اور خود یہ سمجھ لو کہ گلاس کا وقت آگیا تھا، برتنوں کا بھی وقت ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے ان کی بھی زندگی موت مقرر ہے، تو بچہ کو تھوڑا سا سمجھادو کہ بیٹے دونوں ہاتھوں سے پکڑا کرو، مضبوط پکڑتے ہیں، نصیحت تو کرو مگر الّو کے پٹھے وغیرہ نہ کہو،

بعضے تو ماں باپ کی گالیاں تک دے دیتے ہیں۔ایک سگا بھائی دوسرے سگے بھائی کو ماں بہن کی گالی دے رہا ہے، وہ کہتا ہے کہ بھائی تمہاری میری تو ایک ہی ماں ہے، وہ کہتا ہے کہ میں اس حیثیت سے گالی ہی نہیں دیتا، میں اس حیثیت سے گالی دیتا ہوں کہ تیری ماں ہے اور حیثیت بدل جانے سے مسئلے بدل جاتے ہیں، یہ منطق والے بھی بعض وقت بہت ہی احمق ہوتے ہیں، منطق کو غلط استعمال کرتے ہیں، منطق تو اللہ کی رضا کے لئے استعمال ہونی چاہیے۔

ایک منطقی کا دلچسپ واقعہ

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک طالبِ علم منطق پڑھتا تھا، ملا حسن، صدرا، سُلّم منطق کی تمام کتابیں پڑھتا تھا، صغریٰ کبریٰ خوب یاد تھے، وہ ایک تیلی کے یہاں گیا اس نے کہا کہ بھئی! مجھے ایک روپے کا تیل دے دو، اس نے تیل دے دیا پھر اس نے تیلی کا بیل دیکھ کر کہا کہ اس کی گردن میں گھنٹی کیوں بندھی ہوئی ہے؟ تیلی نے کہا کہ یہ اس لئے باندھ رکھی ہے کہ جب میں اس سے دور رہتا ہوں کبھی کپڑا دھو رہا ہوں، کبھی کھانا پکا رہا ہوں تو اس کی گھنٹی کی آواز دور تک سن لیتا ہوں کہ میرا بیل چل رہا ہے اور جب گھنٹی کی آواز نہیں آتی تو سمجھ جاتا ہوں کہ بیل کھڑا ہو گیا پھر میں آ کر اس کو چلا دیتا ہوں۔تو اس طالبِ علم نے کہا کہ تم تو بڑے بے وقوف معلوم ہوتے ہو اگر بیل ایک ہی جگہ کھڑا ہو کر سر ہلاتا رہے تو کیسے پتہ چلے گا کہ وہ چل رہا ہے یا نہیں؟ تیلی نے کہا کہ میں نے تمہیں جو تیل دیا ہے وہ مجھے واپس کرو، وہ تیل واپس لایا تو تیلی نے اس کے پیسے اس کو واپس کر دیئے اور کہا کہ یہاں سے جلدی سے بھاگ جا، کہیں میرا بیل بھی منطقی نہ ہو جائے، میں اپنے بیل کو تم جیسوں کی صحبت سے بچانا چاہتا ہوں، کہیں تمہاری صحبت سے اس کو بھی ایسی

عقل، ایسی چالبازی کی باتیں آگئیں تو پھر تو یہ واقعی چالباز بن جائے گا، پھر تو یہ واقعی ایک ہی جگہ پر کھڑا رہ کر سر ہلاتا رہے گا۔

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ اپنی اولاد کو اکرام کے ساتھ رکھو، الحمدللہ میرے والد صاحب مجھ کو بچپن ہی سے مولوی صاحب کہتے تھے حالانکہ میں مڈل میں پڑھتا تھا، تاریخ وجغرافیہ اور جیومیٹری پڑھ رہا تھا، صرف نماز پڑھنے کی وجہ سے ابا جان مجھے کہتے تھے کہ ارے دیکھو مولوی صاحب کہاں ہیں، دس سال کے لڑکے کو مولوی صاحب کہہ رہے ہیں۔ تو اللہ نے ان کی زبان مبارک کر دی اور مجھے دو حرف عربی کے پڑھوا دیئے۔ جب میں الہ آباد طبیہ کالج میں پڑھتا تھا تو میرے والد ضلع سلطان پور میں رہتے تھے، میں اپنے والد کا ایک ہی بیٹا تھا، میرے بھائی وغیرہ نہیں تھے تو جب انہیں خط لکھتا تھا کہ میں آ رہا ہوں تو میرے والد صاحب والدہ سے کہتے تھے کہ ایک مہینہ رہ گیا، دن گن رہا ہوں، لاؤ سرمہ دو تا کہ میں اپنے بیٹے کو خوب اچھی طرح دیکھوں، تو وہ اس نیت سے سرمہ لگانا شروع کر دیتے تھے، اب جب میری ریل پہنچتی تھی تو وہ ہر ڈبہ میں مجھ کو تلاش کرنے کے لئے ایسا دیکھتے تھے جیسے کوئی دیوانہ۔ اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کی بے حساب مغفرت کر دے۔ اس کے بعد والد صاحب گھر میں مجھ کو پانی بھر کے نہلاتے تھے، میری پیٹھ ملتے تھے، میں ہاتھ جوڑتا تھا کہ ابا! یہ کیا کر رہے ہیں، میں تو آپ کا بیٹا ہوں، میں آپ کی خدمت کروں گا۔ کہا کہ بیٹا! تم میرے اکلوتے بیٹے ہو، پیٹھ تک تمہارا ہاتھ نہیں پہنچتا، لاؤ میں مالش کر دوں اور مجھ کو نہلا رہے ہیں۔ اب آپ سوچئے کہ جو باپ اپنی اولاد کا اس طریقہ سے اکرام کرے اس کے لئے ساری زندگی دعائیں نکلتی ہیں، برعکس اس کے جن لوگوں نے سختیاں کیں، میں نے خود ان کی اولاد کی یہ بات سنی ہے کہ کیا بتاؤں ابا مر تو گئے مگر جب بھی ان کا تصور آتا ہے تو دل سے دعا نہیں نکلتی اوپر

سے نکلتی ہے، ان کے مظالم یاد آجاتے ہیں، کبھی سیدھے منہ بات نہیں کی۔

محض عبادت سے نفس نہیں مٹنے پر قرآنی دلیل۔ نیا علمِ عظیم

تو آج آپ لوگوں کی برکت سے میرے قلب میں زندگی میں پہلی مرتبہ یہ بات آئی کہ اگر نفس عبادت سے مٹ سکتا تو شیطان نے بہت عبادت کی تھی، اس کا نفس مٹ جانا چاہیے تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو اس نے کہا کہ واہ اللہ! میں آگ سے ہوں اور وہ مٹی سے ہیں، آگ کا درجہ مٹی سے افضل ہے لہٰذا آپ افضل کو فاضل کے سامنے جھکا رہے ہیں، اس نے اگر مگر لگا دیا، یہ اگر مگر دلیل ہے کہ یہ شیطان ہے، جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں اگر مگر آنے لگے کہ اگر ڈاڑھی رکھ لی تو کیا ہوگا۔ تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کی مرضی پر چل کر دوزخ کی طرف جارہا ہے اور جو اللہ کا ہے وہ اللہ کی مرضی پر چلتا ہے اور اگر مگر نہیں لگاتا۔ اس پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کا شعر یاد آیا؎

مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
بس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں وہ اگر مگر نہیں لگاتے۔

حسن کا جغرافیہ ایک دن بدل جائے گا

میرے ایک دوست امریکن ایکسپریس میں وائس پریزیڈنٹ رہے ہیں، انہوں نے ایک قصہ سنایا کہ کسی بڑے گھرانے کی ایک خاتون ملازمت میں آگئی، حسن کے لحاظ سے کچھ خصوصیت کی حامل تھی، اب سارے دفتر والے جہاں ذرا سی فرصت ملے اس سے گپ شپ کر رہے ہیں، وہ مٹی کا کھلونا سب کی توجہ کا مرکز

بن گیا، لیکن چالیس سال کے بعد ایک دعوت میں میرا اس کا سامنا ہوا تو میں نے اسے پہچانا نہیں کیونکہ ایک دوسرے کو بیس پچیس سال کی عمر میں دیکھا تھا۔ اب چالیس سال میں جغرافیہ بدلے گا یا نہیں؟ تو ریٹائرڈ وائس پریزڈنٹ نے مجھ سے کہا کہ جب میں نے اسے چالیس سال کے بعد دیکھا تو بالکل نہیں پہچانا، بدن بھاری ہوگیا، شکل بھینس جیسی ہوگئی۔ پھر وہ کہنے لگے کہ میری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ اے خدا! آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں مٹی کے کھلونوں سے بچالیا، اس پر میرا شعر ہے ؎

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

غروبِ آفتابِ حسنِ فانی

دوستو! خواب وخیال کی اس دنیا سے توبہ کرلو، جب جنازہ قبر میں اترے گا تو آنکھیں کھل جائیں گی کہ آہ کن پر فدا ہوئے اور کن پر فدا نہیں ہوئے، جن پر فدا ہوئے اگر وہ نافرمانوں کا راستہ تھا تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ میں نے تمہیں یہ زندگی کیوں دی تھی؟ اور اگر اللہ تعالیٰ پر فدا ہوکر اس دنیا سے گئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا میں بھی آپ کو اپنی آغوشِ رحمت میں رکھے گی، قبر میں بھی رکھے گی اور میدانِ محشر میں بھی اللہ تعالیٰ اکرام فرمائیں گے یہاں تک کہ جنت میں بھی مزے ہی مزے ہوں گے، عارضی پرچھائیوں پر حیات ضائع کرنے والو! چڑھتے سورج کو پوجنے والو! کبھی ڈوبتے سورج کا بھی تصور کرلیا کرو کہ ان کو ڈوبنا بھی ہے، عصر کے بعد جب دن ڈھلے گا تو ان کا چہرہ پیلا ہوجائے گا اور ایک دن غروب ہوجائیں گے، قبروں میں دفن ہوجائیں گے، اس لئے عشقِ مولیٰ اختیار کرو، عشقِ لیلیٰ سے توبہ کرو۔

اس لیے پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ ہزاروں سال عبادت کرنے کے باوجود شیطان کے نفس میں اللہ کی اطاعت کرنے کا جذبہ، اپنے کو فدا کرنے کا جذبہ، اپنے اللہ کے حکم پر اپنے کو مٹانے کی روحانیت نہیں پیدا ہوئی، جب حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سارے ملائکہ سجدے میں گر گئے مگر شیطان نے سجدہ نہیں کیا لہٰذا قرآن کا اعلان ہوا کہ شیطان میں ہزاروں سال عبادت کرنے کے باوجود اللہ پر فدا ہونے کی، اپنے نفس کے رذائل اور گندگی کو توڑنے کی اور اپنے رب کے سامنے اپنے سر کو رکھ دینے کی طاقت پیدا نہیں ہوئی۔ اس لئے مردود ہو گیا۔

اصلاحِ نفس کی اہمیت

لوگ کہتے ہیں ہم ماحول سے مجبور ہیں لیکن میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ کیا ماحول تھا کہ سارے فرشتے سجدہ میں گر گئے:

﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝﴾

(سورۃ الحجر، آیت۳۰)

سب کے سب فرشتے سجدہ میں گر گئے، یہ نہیں کہ باری باری سجدہ کیا، سب نے ایک ہی ساتھ سجدہ کیا جہاں تک شیطان کی نظر گئی سب فرشتے سجدہ میں تھے، اس سے پیارا ماحول کہیں مل سکتا ہے؟ لیکن شیطان کے اندر خرابی تھی، وہ اکڑا ہوا کھڑا ہے:

﴿اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت۳۴)

انکار کرتا ہے، تکبر کی وجہ سے کھڑا ہے کہ میں سجدہ نہیں کرتا۔ اگر دل کی بیماری کا علاج نہیں کرایا تو خانقاہوں کے ماحول میں بھی شیطان پیدا ہو سکتے ہیں جیسے کوئی ڈاکٹر دن رات ڈاکٹروں کے ماحول میں رہے بلکہ ڈاکٹری پڑھا بھی رہا ہے مگر اپنے گردے کی پتھری کا آپریشن نہیں کرسکتا، کیا ڈاکٹر بننے سے اور ڈاکٹری پڑھانے سے کوئی اپنے گردہ کا آپریشن کرسکتا ہے؟ اسی طرح عالم بھی

جب تک اللہ والوں سے اپنے نفس کی بیماری کا علاج نہیں کرائے گا کبر میں، دنیا کی لالچ اور محبت میں اور شہوت کے امراض میں مبتلا رہے گا، کبر کا مرض ہو، شہوت کا مرض ہو، بدنگاہی کا یعنی عورتوں کو بُری نظر سے دیکھنے کا مرض ہو، جھوٹ بولنے کا، دنیا کی محبت کا مرض ہو یا کوئی بھی بُری بیماری ہو، یہ امراض ختم نہیں ہوتے اگر کسی شیخ کامل سے ان کا علاج نہیں کرایا جائے گا۔ اگر مطالعہ سے امراض اچھے ہوجاتے تو ہر مولوی ولی اللہ ہوجاتا، ہر ڈاکٹر صحت مند ہوجاتا لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ دو ڈاکٹر جو ساتھ پڑھتے تھے، دونوں نے ایک ساتھ ڈاکٹری پڑھی، پھر دونوں بہت دن بعد ملے تو ایک ڈاکٹر اچانک درد سے چیخنے لگا، پوچھا کہ ارے کیا بات ہے؟ کہا کہ پڑھائی کے زمانہ میں گردہ میں جو پتھری تھی، میں نے اس کا علاج نہیں کرایا۔ تو پڑھنے سے مرض نہیں جاتا جب تک ڈاکٹر بھی کسی دوسرے ڈاکٹر سے علاج نہیں کرائے، اگر ڈاکٹر خود سرجن ہے، رات دن دوسروں کے گردوں کی پتھری نکالتا ہے، روزانہ اخبار میں اس کی تعریف آتی ہے لیکن یہ بتاؤ کہ اگر خود اس کے گردہ میں پتھری پڑ جائے تو وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ اپنے گردہ کی پتھری خود نکال سکتا ہے؟ خود اپنا پیٹ پھاڑ سکتا ہے؟ گردے نکال کر اپنی جگہ فٹ کر کے اور ٹانکے لگا کر ہنستا ہوا آ سکتا ہے کہ آج تو میں نے اپنا آپریشن خود ہی کرلیا، وہ اپنے کو بے ہوش کیسے کرے گا؟ اور بے ہوش کرلے گا تو ہوش میں کون لائے گا؟

ہر شیخِ وقت کے لئے حضرت والا کی اہم نصیحت

اسی لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر شیخ میں بھی کوئی بیماری ہے تو کسی دوسرے شیخ سے علاج کرائے، یہ نہیں کہ اس کے ایک ہزار مرید ہوگئے تو وہ کہے کہ اب مجھے دوسرے شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ شیخ کو

بھی چاہیے کہ کسی بڑے شیخ سے رابطہ رکھے، اپنے کو دِکھاتا رہے، ایکسرے کراتا رہے، ان کی خدمت میں جاتا رہے۔ جو بڑے اپنے بڑوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دیں وہ بھی مخدوش ہیں، ان کو بھی چاہیے کہ اپنے بزرگوں کے پاس آنا جانا رکھیں، اپنے کو دکھائیں کہ حضرت! ذرا ایکسرے کر لیجئے، آج کل میرے بہت زیادہ مرید ہو گئے ہیں اور میری تقریر سن کر لوگ بہت زیادہ واہ واہ کر رہے ہیں، دیکھیں کہ کہیں ان کی واہ واہ سن کر میں واہی تباہی تو نہیں بک رہا ہوں، کہیں نفس میں کبر تو نہیں آ رہا ہے۔ پھر شیخ کچھ ایسا امتحان بتا دے گا جس سے وہ ایکسرے کر لے گا پھر ایک آدھ ڈانٹ لگا دے گا تو اس کے نفس کی ہوا نکل جائے گی، اس وقت دیکھئے گا کہ ڈانٹنے سے اس پر کیا اثر ہوتا ہے، اگر کبر ہوگا تو برا مان جائے گا کہ دیکھو صاحب! میں خود پیر ہوں اور مجھے بھری محفل میں ڈانٹ رہے ہیں۔ ارے بھئی! بیٹا کتنا ہی پوتوں والا ہو جائے اپنے بابا کا تو بیٹا ہی رہے گا۔ آپ لوگ لاکھ مجھ سے مرید ہو جاؤ لیکن میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کو مجھ پر پورا حق حاصل ہے کہ اس وقت بھی اگر بھری محفل میں وہ تشریف لائیں تو مجھے ڈانٹ سکتے ہیں اور میرا فرض ہے کہ میں ان کی ڈانٹ پر ہرگز برا نہ مناؤں۔

سختیاں شیخ کی ہیں فنا کے لیے

تو آج ہی اللہ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کیونکہ مجھے سمجھانا تھا کہ ہمارے بعض دوست احباب عبادات کرنے میں اول نمبر رہتے ہیں، جب دیکھو ان کی زبان چلتی رہتی ہے، تسبیح، اشراق، اوّابین ماشاء اللہ سب کچھ ہے لیکن ان کو بزرگوں کی صحبت کا اہتمام نہیں لہٰذا عبادتوں سے نفس نہیں مٹ سکتا، اگر مٹتا تو شیطان کا پہلے مٹ جاتا اور اس میں کبر نہ ہوتا جبکہ قرآن اس

بات کو رجسٹرڈ کررہا ہے کہ اس کے اندر کبر کی پتھری پڑی ہوئی تھی اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے انکار کیا اور میرا حکم نہیں مانا اور کیوں نہیں مانا؟ تکبر کی وجہ سے۔تو معلوم ہوا کہ اگر ہم رات بھر تہجد پڑھیں، ساری زندگی عبادت کریں مگر ہمارا نفس نہیں مٹ سکتا۔لیکن اللہ والوں کے اندر ایک شانِ استغناء ہوتی ہے، جو اپنے علاج کے لئے ان سے رجوع کرتا ہے اس کا علاج کرتے ہیں، اس کے پیچھے پیچھے نہیں پھرتے کہ مجھ سے علاج کراؤ۔ یہ ان کی حق پرستی کی علامت ہے، جس کو نذرانے، حلوے مانڈے کی تلاش ہوتی ہے وہ مریدوں کی خوشامد کرتا ہے کہ اسی بہانہ تعداد بڑھتی رہے گی اور ہمارا جو ماہانہ مقرر ہے وہ ملتا رہے گا لیکن جو سچا اللہ والا ہوتا ہے وہ اگر دیکھتا ہے کہ اس مرید میں کبر یا شہوت کی پتھری ہے تو اس کا آپریشن کرنا اپنے ذمہ فرض سمجھتا ہے، وہ کہے گا کہ اگر میں اس کو کچھ نہیں کہتا ہوں تو میرا مرید ضائع ہوجائے گا، اس لئے وہ مرید کو صاف بتادے گا کہ تمہارے اندر فلاں مرض ہے، اس کا علاج کراؤ۔اب اگر مرید اکڑ جاتا ہے تو اس کی قسمت ہے، اگر مرید یہ سمجھتا ہے کہ یہاں تو بہت سختی ہے یہاں ہمارا کام نہیں بن سکتا اس سے اللہ والے بھی مستغنی ہوجاتے ہیں۔اس پر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رند وہ پھر کیوں ادھر آئے
فرزانہ جسے رہنا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو بس وہ ادھر آئے
سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے یہاں اور بچشم و بہ سر آئے

اگر کوئی شیخ کو چھوڑ کر جاتا ہے تو جانے دو، فکر مت کرو، نظر اٹھا کر بھی مت دیکھو کہ یہاں سے کون جا رہا ہے۔

حقیقی اصلاح

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک زمیندار آیا کہ میرا بیٹا بہت ہی لڑتا ہے، ماں باپ سے بدتمیزی کرتا ہے اور غصہ میں رہتا ہے، اس کی ذرا کچھ اصلاح کر دیں، اس کو آدمی بنا دیں۔ اس نے بیٹے کو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا۔ حاجی صاحب اس کے لئے اللہ سے روئے، دعا کی کچھ اس کو اللہ اللہ کرنا سکھایا، کچھ دن میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کی دنیا بدل دی، اب وہ ہر وقت اللہ کی عبادت کر رہا ہے، اشراق پڑھ رہا ہے، اللہ سے دعائیں مانگ رہا ہے، آنکھیں اشکبار ہیں، سینہ میں تڑپتا ہوا دل ہے۔ جب وہ اللہ والا بن گیا تو اس کا بابا اس کو لے گیا، اب اس نے کہا کہ دیکھو فجر کی نماز کھیت پر پڑھنا، آج پانی دینا ہے اور اشراق وغیرہ نہ پڑھنا، اب جناب اس نے کھیت پر کسی کسان سے دوستی کر لی کہ آؤ بھئی! نماز پڑھیں، پھر اذان دی، جماعت سے نماز پڑھی اور تسبیح اور دعا میں دیر کی، یہ سب دیکھ کر اس کے باپ نے کہا کہ یہ کیا چکر ہے، تم تو بہت اللہ والے بن گئے، میں نے تو تم کو آدمی بنانے کے لئے بھیجا تھا کہ تم ہم سے لڑو مت، یہ تھوڑی کہا تھا کہ تم ہر وقت اللہ کی عبادت میں لگے رہو، اب واپس حاجی صاحب کے پاس لے گیا اور کہا کہ حاجی صاحب! آپ نے تو میرے لڑکے کو اور بگاڑ دیا۔ تو حاجی صاحب نے کہا کہ تو پھر میرے پاس کیوں لایا تھا، مجھ کو تو بگاڑنا ہی آتا ہے، میں بھی تو کسی کا بگاڑا ہوا ہوں یعنی میرے پیر نے مجھ کو ایسا کر دیا ہے، کیوں لایا تھا اس کو یہاں، اب تو اس کے دل میں اللہ آ گیا، اللہ جس کے دل میں اتر جاتا ہے پھر

اس کا کہیں دل نہیں لگتا۔

میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے

اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کا کوئی کفو نہیں

اے زاہدِ خشک! اے دنیا والو!

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾

(سورۃ الاخلاص، آیت۴)

اللہ کا کوئی برابری کرنے والا نہیں ہے، اللہ کا کوئی ہم سر نہیں ہے، اللہ کا کوئی مثل نہیں ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مٹھاس، تعلق مع اللہ کی حلاوت کا بھی دونوں جہان میں کوئی مثل نہیں ہے، جنت کی حوریں بھی اللہ کی عبادت کی لذت کو نہیں پاسکتیں، جنت میں شہد کے، دودھ کے، شراب کے اور پانی کے دریا اور جنت کی ساری نعمتیں اور دنیا کی ساری نعمتیں اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دو اور ایک طرف اللہ کے نام کی حلاوت کو رکھ دو تو دوستو! اللہ کے نام کی حلاوت بے مثل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود بے مثل ہے، اس کا کوئی کفو، کوئی ہمسر، کوئی برابری کرنے والا نہیں ہے تو ان کے نام کی لذت کی برابری کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟ چونکہ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ان کے نام میں کیا لذت ہے اس لئے ہم ان کی عبادت اور ان کے ذکر میں گرانی محسوس کرتے ہیں۔

اکبر بادشاہ اور ایک دیہاتی کا واقعہ

ہماری مثال اس دیہاتی کی سی ہے جسے اکبر بادشاہ نے شاہی فیرینی کِھلائی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ اکبر بادشاہ شکار پر گیا تو اس کی فوج

پیچھے رہ گئی، وہ پیاس سے مر رہا تھا کہ ایک دیہاتی نے اسے بکری کا دودھ پلایا، اکبر بادشاہ نے کہا ہم بادشاہ ہیں، دہلی آنا تو ہم تمہاری دعوت کریں گے، یہ میں نے پرچہ پر دستخط کردیئے ہیں، وہ اپنے اُسی دیہاتی حُلیہ میں دہلی گیا تو پاسبان نے بھگادیا کہ تمہارا منہ اس قابل ہے کہ تم بادشاہ سے ملو، تمہارا حلیہ تو یہ بتارہا ہے کہ تم بلیہ سے آرہے ہو لیکن بلیہ کا اگر کوئی رہنے والا ہو تو برا مت ماننا، میں نے صرف قافیہ لگایا ہے ورنہ بلیہ میں بھی ولی اللہ ہوسکتے ہیں۔ بلیہ کا قافیہ خواجہ صاحب نے قلیہ سے ملایا تھا قلیہ معنیٰ سادہ گوشت ؎

پنشن ہوئی خوش ہوں نہ سہی قورمہ قلیہ
رہنا ہے بنارس نہ مجھے جانا ہے بلیہ

پھر آگے فرمایا کہ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ قورمہ بھی کھلا رہا ہے۔

تو اس دیہاتی نے اپنی لنگی سے اکبر بادشاہ کا دستخط شدہ خط نکالا، اب تو صاحب سپاہی نے ہاتھ جوڑے کہ بھئی مجھے معاف کردو، بادشاہ سے نہ کہنا ورنہ نوکری چلی جائے گی، پھر اس کو بادشاہ کے پاس پہنچادیا، اس وقت اکبر نے چاول پسوا کر اس میں عرقِ گلاب ڈلوایا، کیوڑہ ڈلوایا، چاندی کے ورق لگائے، دودھ پکا کر ڈالا، فارسی میں اس کا نام ہے شیر برنج، شیر معنی دودھ اور برنج معنی چاول اور لکھنؤ کی اردو میں اس کا نام ہے فیرینی، دیہاتی زبان میں پھِرنی اور پنجاب میں کھیر، اور بھی کئی نام ہوں گے۔ ایک نابینا نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ بیٹا سنا ہے کھیر بہت عمدہ ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے۔ تو اس لڑکے نے کہا کہ استاد جی بگلہ جیسی ہوتی ہے سفید سفید، وہ نابینا تھا، اس نے بگلہ بھی کبھی نہیں دیکھا تھا، اس نے کہا کہ بگلہ کیسا ہوتا ہے تو اس نے استاد کے ہاتھ سے بگلہ کی گردن بنا کر استاد کا دوسرا ہاتھ پھیر کر کہا کہ ایسا ہوتا ہے بگلہ، تو اس نے کہا کہ بھئی یہ تو بہت ٹیڑھا ہے، یہ تو کھیر بڑی ٹیڑھی معلوم ہوتی ہے، اتنی ٹیڑھی کھیر تو مجھ

سے نہیں کھائی جائے گی۔ تو اس ظالم دیہاتی نے جب سفید سفید کھیر دیکھی تو گالی دے کر کہا کہ میں نے تجھے مصیبت میں دودھ پلایا تھا اور تو مجھے بلغم کھلا رہا ہے۔

گناہوں کا ملیریا

دوستو! یہ ہنسنے کی بات نہیں رونے کی بات ہے، آج ہمیں اللہ اور رسول کے احکام ایسے ہی نظر آ رہے ہیں، آج وی سی آر، ٹیڈیوں کے چکروں میں پڑنا، سینما اور جتنی بدمعاشیاں ہیں، جتنی گندگیاں ہیں انسان ان کی طرف بھاگا جا رہا ہے، اور جب کہا جاتا ہے کہ تسبیح لے کر اللہ کا نام لو تو اللہ کا نام ان نادانوں کو مزے کا نہیں لگتا۔ جیسے اس دیہاتی کو مزے دار فیرینی، بلغم لگ رہی تھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ملّاؤں کے راستہ میں تو کوئی مزا ہی نہیں حالانکہ میں اس وقت مسجد میں ہوں، واللہ کہتا ہوں خدا کی قسم، خدا کی قسم، خدا کی قسم اللہ کے نام کی لذت سلاطین بھی نہیں جان سکتے، اس کو وہی جانتا ہے جس نے ان کا نام لیا ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص بریانی کھائے اور اس کو بخار بھی چڑھا ہوا ہو، ملیریا بھی ہو، قے بھی ہو تو اس کو شامی کباب اور بریانی میں مزا نہیں آئے گا، ہمارے اندر دنیا کی محبت، عجب، کبر، شہوت، غصہ سب بیماریوں میں ہمیں اللہ کے نام کا صحیح ادراک نہیں ہو رہا ہے، ضرورت ہے کہ کسی اللہ والے سے اپنا روحانی ڈبل نمونیا اور ملیریا اتر واؤ، تھوڑی سی کُونین تو کھانی پڑے گی لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ چند دن کے بعد جب ایک دفعہ اللہ کہنے کی توفیق ہو جائے گی تب آپ کہیں گے کہ زندگی وصول ہو گئی۔ میرا ایک شعر میرے ایک دوست پڑھا کرتے ہیں۔

وہ مرے لمحات جو گذرے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے

یہ کیا کہ کباب کھالیا، چائے پی لی، یہ سب اتر گئے گھاٹی ہو گئے ماٹی، میرے شیخ

شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ پوربی زبان میں پڑھا کرتے تھے، یہ سب حلق سے اترتے ہی مٹی ہوجاتے ہیں، کتنا ہی عمدہ کھانا کھالو، سب مٹی ہوجاتا ہے اور جن شکلوں کو دیکھ کر مست ہورہے ہو ایک دن جب ان پر بڑھاپا آئے گا تو ان شکلوں کو دیکھ کر تم کو قے ہوگی، پھر پچھتاؤ گے، سر پیٹو گے اور سر پیٹ کر سرپٹ بھاگو گے۔

اللہ کا نام سکھانے میں تحفہ ونذرانہ لینا جائز نہیں

ارے جو تھوڑا بہت وقت مل جائے فوراً تسبیح لے کر ذکر میں، تلاوت میں، اللہ کا نام لینے میں لگ جایئے، کھاتے ہیں جینے کے لئے اور جیتے ہیں اُن کے لئے۔ اللہ کا نام سیکھنے کے لئے تھوڑی سی ضرورت صحبت کی ہے، علی الاعلان اس کو نہیں بتایا جاسکتا، لہٰذا عرض کردیا کہ جن کو اللہ کا نام لینا سیکھنا ہو وہ تنہائی میں مجھ سے مل لیں، ان سے کوئی نذرانہ نہیں لوں گا ورنہ کہیں گے کہ سب کے سامنے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے اس لیے پوشیدہ نذرانہ لیا جاتا ہو، ہمارے یہاں کوئی بورڈ پیچیدہ اور پوشیدہ کا نہیں ہے۔ اللہ کا نام بتا کر میں نذرانہ لینے کو ناجائز سمجھتا ہوں۔ ہمارے بزرگوں نے ہم کو یہی ہدایت کی ہے کہ اللہ کا نام سکھاتے وقت یا بیعت کرتے وقت کسی قسم کا تحفہ لینا جائز نہیں۔ آپ اللہ کا نام سیکھ لو تسبیحات سیکھ لو، میں اس کا طریقہ بتادوں گا، نفس کے اندر جو بری بری عادتیں ہیں آپ تنہائی میں ہم کو بتائیں اور ان کا علاج کرائیں کیونکہ اگر مرض کو چھپائیں گے تو اچھے نہیں ہوسکتے۔ ڈاکٹر کا بیٹا، ڈاکٹر کا سگا بھائی، ڈاکٹر کا گہرا دوست ڈاکٹر کے یہاں جائے اور اس کو پیچش لگی ہوئی ہے مگر بتاتا نہیں ہے اور کباب کھارہا ہے کہ اگر بتادوں گا تو کباب بند کردیں گے، میرا ڈاکٹر بھائی مجھ کو کباب نہیں کھانے دے گا، کباب بند کردے گا لیکن جب کباب کھاتے کھاتے ایک دو دن ہوگئے

تو ایک دن ڈاکٹر کو دستر خوان پر کچھ بد بو محسوس ہوئی، اس نے ادھر اُدھر دیکھا کہ کیا بات ہے تب پتہ چلا کہ مرچوں سے مریض کی پیچش تیز ہوگئی، پھر ایک دن رسوائی ہوجاتی ہے، جو لوگ گناہوں کا علاج نہیں کراتے اور گناہوں کی عادت سے مزا لیتے ہیں اور چپ چاپ سادھو بھی بنے رہتے ہیں یعنی مزا بھی لیتے ہیں اور دکھاوے کے لئے دُرویش بھی بنے رہتے ہیں، تو اگر بد پرہیزی کا سلسلہ قائم رہا تو ایک دن سب کے سامنے رسوائی ہوگی لہٰذا بد پرہیزی چھوڑ دو اور شیخ سے علاج کرالو اور گناہوں کی عادت سے نجات حاصل کرو ورنہ وہی حال ہوگا کہ مرچیں کھا کھا کر دستر خوان پر پاخانہ نکلے گا، لہٰذا پیچش کا اقرار کرلو، ڈاکٹر سے کہہ دو کہ مجھے پیچش ہے، میں کباب کھانے کے قابل نہیں ہوں، میرے لیے کھچڑی بنواؤ، پھر کچھ دن اس کے کیپسول کھاؤ، چند دن کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ سب کچھ کھانے لگو گے۔ جیسے جسمانی امراض کا علاج ہے اسی طرح روحانی امراض کا بھی علاج ہے۔

بس یہی چند باتیں عرض کرنی تھیں۔ میں نے پچھلی دفعہ اعلان کیا تھا کہ شاید میرا سفر ہوجائے۔ دیکھئے اگر آپ شاید پر عمل کر لیتے اور آج نہ آتے تو یہ باتیں کہاں سے سنتے۔ اسی لئے میں اب بھی کہتا ہوں کہ میرا انتظام نہیں ہوا ہے اور میں اپنے گھر میں ہوں، پریشانی کی کیا بات ہے، اگر انتظام ہوجائے تو ٹھیک ہے ورنہ کام تو ہو رہا ہے۔

نفس کو مٹانے سے خدا ملتا ہے

تو دیکھو کہ شیطان نے کتنی عبادت کی، بعض لوگ عبادت سے سمجھتے ہیں کہ بس میں اللہ والا بن گیا، اگر عبادت سے کوئی اللہ والا بنتا تو شیطان سب سے بڑا اللہ والا ہوتا، لیکن سمجھ لو کہ انسان اللہ والا بنتا ہے نفس کو مٹانے سے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اللہ تو کیسے ملتا ہے؟ وحی نازل ہوئی:

((دَعْ نَفْسَكَ وَ تَعَالَ))

(تفسیر روح البیان)

نفس کو چھوڑ دو، نفس کو مٹا دو اور آ جاؤ۔ ایک پیاسے کے سامنے دیوار ہے، دیوار کے اس طرف دریا ہے تو جب تک دیوار نہیں گرائے گا پانی کیسے پائے گا۔

پستیٔ دیوار قربے می شود
فصلِ او درمانِ وصلے می شود

دیوار جیسے جیسے کم ہوگی آپ کا دریا سے قرب بڑھے گا، دیوار کی جدائی پانی سے ملاقات کا ذریعہ ہے، نفس کی جدائی اللہ سے ملاقات کا ذریعہ ہے، مگر نفس کو عبادت سے نہیں مٹا سکتے۔ آج یہی مضمون دل میں لے کر جائیے، یہ آج ہی کا مضمون ہے، یہ مضمون خود اختر بھی آج ہی سمجھا ہے۔ اس پر مجھے اپنے ایک بزرگ کا شعر یاد آیا۔

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کے تڑپایا گیا ہوں
سمجھتا لاکھ اسرارِ محبت
نہیں سمجھا، میں سمجھایا گیا ہوں

سعید یعنی خوش نصیب کون ہے؟

تو شیطان عبادت سے اپنے نفس کو نہیں مٹا سکا، جو لوگ اس بے وقوفی اور نادانی میں مبتلا ہیں کہ ہم عبادت کر کے اللہ کے ولی بن جائیں گے وہ اس سے سبق لے لیں:

((اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ))

(المعجم الکبیر، ج ۳ ص ۱۷۵، مکتبہ ابن تیمیہ القاہرۃ)

سعید وہ ہے جو دوسروں سے سبق لے، تو شیطان سے سبق لےلو کہ اس نے کتنی عبادت کی تھی مگر اپنے نفس کو نہ مٹا سکا۔ لہٰذا نفس کو مٹانے کے لیے اللہ والوں سے اپنا حال کہو، ان سے صاف صاف کہو کہ میرا نفس عبادت میں تو بہت رہتا ہے لیکن ماں باپ سے لڑ جاتا ہے، بیوی بچوں سے اعتدال میں نہیں رہتا، میرے اندر غصہ کی بیماری ہے، بدنظری کی بیماری ہے، غیبت کی بیماری ہے، اللہ کے لئے ان پر اپنے سب امراض ظاہر کردو، وہ آپ کو حقیر نہیں سمجھیں گے، وہ آپ کے اس اخلاص سے آپ کو اپنے سے کئی گنا بہتر سمجھیں گے، اللہ والے کسی کو حقیر نہیں سمجھتے۔

کوئی شخص اپنا تزکیہ خود نہیں کرسکتا

اپنے مالک کا کلام سنیے، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو درست کرلیا، اصلاح کرلی، تزکیہ کرلیا، تزکیہ کے لئے مزکّیِ ہونا ضروری ہے، آدمی خود اپنا تزکیہ نہیں کرسکتا۔ ایک عالم نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا میں اپنا تزکیہ خود نہیں کرسکتا؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تزکیہ فعلِ لازم ہے یا فعل متعدی؟ اگر فعلِ لازم ہے تب تو آپ خود اپنا تزکیہ کرسکتے ہیں اور اگر فعلِ متعدی ہے تو آپ کو کوئی مزکّیِ تلاش کرنا پڑے گا، بس عالم تھے سمجھ گئے، کہنے لگے کہ حضرت! بات سمجھ میں آگئی۔

شیخ کے دل میں تزکیہ کرانے والے کی عزت اور بڑھ جاتی ہے

آگے ہے وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا اور جس نے اپنی بیماری چھپائی کہ اگر میں اپنے حضرت سے کہوں گا تو وہ کہیں گے کہ سفید ڈاڑھی رکھ کر ابھی تک تم اس کام میں مبتلا ہو تو ایسا نہیں ہے، وہ آپ کو بالکل حقیر نہیں سمجھیں گے، میں

دعویٰ سے کہتا ہوں، یقین سے کہتا ہوں کہ کسی اللہ والے کے سامنے اپنا کتنا ہی خطرناک مرض ظاہر کردو وہ کبھی آپ کو حقیر نہیں سمجھیں گے بلکہ آپ کی عزت ان کے دل میں اور بڑھ جائے گی کہ آخر اس کو اللہ کا کتنا خوف ہے، یہ اللہ کا سچا طالب ہے اس لئے تو اس نے اپنی بیماری ظاہر کردی، ارے میاں! عزت کیا چیز ہے، اپنے اللہ کے نام پر اس کو بھی داؤ پر لگادو، اس سے عزت اور بڑھ جائے گی۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا جس شخص نے اپنی بیماری کو چھپایا، شیخ کو نہیں بتایا، اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ وہ برباد ہوجائے گا، ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ اس کا گناہ دنیا پر ظاہر کردیں گے، تم کب تک چھپاؤ گے، دو چار دفعہ تو چھپالو گے لیکن ؎

چوں بہ حد گذری ترا رسوا کند

لیکن جب حد سے بڑھ جاؤ گے تب اللہ تعالیٰ کا انتقام آئے گا اور ذلیل ہوکر نکالے جاؤ گے۔ اس لئے عرض کررہا ہوں کہ آج ان دونوں آیات کا سبق لے لیجئے، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وہ کامیاب ہوگیا جس نے اپنی اصلاح کرالی اور وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا وہ شخص نامراد ہوگیا جس نے اپنی بیماری کو تکبر کی وجہ سے چھپایا، بیماری کے چھپانے میں بھی تکبر ہوتا ہے، سوچتا ہے کہ میری وقعت کم ہوجائے گی، لوگ مجھے حقیر سمجھیں گے، شیخ کہے گا کہ کیسا ذلیل آدمی ہے حالانکہ شیخ ذلیل نہیں سمجھ سکتا، اللہ والے کسی کو حقیر نہیں سمجھتے، بلکہ وہ اللہ کے آگے دل وجان سے روئیں گے کہ اے اللہ! جو لوگ مجھ سے اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کرارہے ہیں ان سب کو شفا عطا فرمادیجیے۔ دوستو! میں جو کچھ کہتا ہوں، واللہ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجھے حقیر سمجھتے ہیں یا کسی کو کوئی بیماری ہو تو وہ یہ سمجھے کہ میری طرف اشارہ ہے، سب سے زیادہ اختر محتاج ہے اپنی اصلاح کا۔ میں بالکل ہمدردی سے کہتا ہوں کہ آپ کے لئے دل وجان سے روتا ہوں، آپ کی محبت، آپ کا اکرام میرے دل میں ہے بلکہ میں آپ کے قدموں کو، یہاں جو آپ اللہ کے لئے

آتے ہیں اس کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں چاہے اس کی ڈاڑھی ہو یا نہ ہو، چاہے کسی گناہ میں بھی مبتلا ہو، آپ کا اکرام میرے دل میں ہے۔

تزکیہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے ہوتا ہے

دعا کیجئے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری بھی اصلاح فرمادے اور آپ سب کی اصلاح فرمادے۔ اے خدا! ان آنے والوں کی برکت سے اختر کو نجات عطا کردے، بہانہ بنادے اپنی رحمت سے، ہماری بھی اصلاح فرمادے، میرے جتنے سامعین کرام دوست حضرات ہیں، جو خواتین بھی آتی ہیں میری بہنیں میری بیٹیاں، اللہ! ہم سب کی اصلاح فرمادے، ہم سب کا تزکیہ فرمادے، اے اللہ! آپ نے قرآن میں فرمایا ہے:

﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا﴾

(سورۃ النور، آیت۲۱)

اگر اللہ کا فضل نہ ہوا اور اس کی رحمت نہ ہو تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہیں ہوسکتا، کسی کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ اے خدا! آپ نے جس فضل ورحمت کا ذکر قرآن میں فرمایا جس کے بغیر کوئی انسان اصلاح نہیں پاسکتا، اختر آپ کے کریم ہونے کے صدقہ میں بھیک مانگتا ہے کہ یہ فضل ورحمت ہم سب پر نازل کردیجئے اور ہم سب کو تزکیہ کی نعمت کی نوازش فرمادیجئے اور ہم سب کی اصلاح نصیب فرمائیے اور کبر کی بیماری اور عجب کی بیماری جو بہت بڑا خطرناک مرض ہے، اللہ ہمیں اس سے پاک کردے۔

اسی تکبر کی بیماری سے بیوی شوہر سے لڑجاتی ہے، شوہر بیوی پر ظلم کرجاتے ہیں، ماں باپ سے لڑائی ہوجاتی ہے، انسان شیخ کا بھی ادب نہیں کرتا، اساتذہ سے بھی لڑجاتا ہے۔ اے خدا! سب سے پہلے اختر اس کا محتاج

ہے کہ ہمیں اس خطرناک بیماری سے نجات عطا فرما، ہمارے نفس کو مٹانے کی توفیق عطا فرما اور خود مجھے بھی اپنے شیخ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے قدموں میں اتنا مٹادے اتنا مٹادے اتنا مٹادے کہ تو راضی اور خوش ہوجائے۔

اے اللہ! میرے دوستوں کو بھی اپنے بزرگوں کا، بڑوں کا، ماں باپ کا سب کا ادب کرنا نصیب فرما دے، اپنے نفس کو مٹانے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمادے۔ جب تک آپ کا کرم نہیں آئے گا ہمیں اپنے نفس کو مٹانا مشکل لگتا ہے۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے، اپنی توفیق ہمارے شاملِ حال کرتا کہ ہمیں نفس کو مٹانے میں مزا آنے لگے، اپنے نفس کو مٹا کر ہمیں وجد آجائے اور آپ کو پا کر ہم مست ہوجائیں۔ ہماری جتنی بھی برائیاں ہیں اللہ ہم سب کی اصلاح فرمادے اور ہم سب کو تقویٰ والی اور اللہ والی زندگی عطا کردے، جو آج نہیں آئے ہیں مگر ہم سے تعلق رکھتے ہیں ان پر بھی فضل کردے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ